بھٹو نے ایک موقع پر کہا تھا کہ مجھے اسلام پسندوں سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ کیونکہ میں جانتی ہوں کہ اسلام نے عورت کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ مگر افسوس کہ اسلام کے ایسے ہمہ دان اصول کی موجودگی میں غالباً کسی دینی جہالت کے سبب وہ سب کچھ ہوگیا، جو بے نظیر کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا یعنی محترمہ پر بے رحمانہ حملہ کردیا گیا جسکے نتیجے میں وہ اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ اس "شہادت پرست مسلم" کو خون کے آنسو رونا چاہیے کیونکہ یہ شہادت دراصل ایک "اسلامی اصول" کی شہادت بھی ہے۔

آہ! جسٹس عبادت یار خان مرحوم

سندھ ہائیکورٹ کے ریٹائرڈ جسٹس عبادت یار خان پچھلے دنوں پیاسی سال کی عمر میں اس جہان فانی سے رخصت ہوگئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ انہیں پی ای سی ایچ ایس کے قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا۔ مرحوم جولائی ۱۹۲۵ء کو رام پور (انڈیا) میں پیدا ہوئے ۱۹۴۷ء میں وہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں اسٹوڈینٹس یونین کے صدر رہے اور طالب علم رہنما کی حیثیت سے قیام پاکستان کی جدوجہد میں حصہ لیا۔ وہ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن اور وفاقی شرعی عدالت کے جج بھی رہے اور جامعہ کراچی میں سنڈیکیٹ اور سلیکشن بورڈ کے ممبر بھی۔ وہ ایک بااصول دیانتدار، سچے اور کھرے انسان کی حیثیت سے معروف تھے۔

جامعہ کراچی میں راقم کی بحیثیت لیکچرر شعبہ علوم اسلامیہ تقرری جس سلیکشن بورڈ کے فیصلے کے تحت عمل میں آئی تھی جسٹس عبادت یار خان مرحوم اس کے ممبر تھے۔ میرے انٹرویو میں انہوں نے مجھ سے متعدد سوالات کیئے تھے۔ اور میرے جوابات سے وہ اس قدر خوش تھے کہ پروفیسر ڈاکٹر اختر سعید صدیقی (سابق ڈین کلیہ معارف اسلامیہ) کے بقول سب سے بڑھ کر میرے انتخاب اور تقرری کی سفارش بھی مرحوم نے ہی کی تھی۔ واضح رہے کہ میں ان سے زندگی میں کبھی نہیں ملا۔ نہ اس دن سے پہلے اور نہ اس کے بعد۔ میری تقرری کے لئے ان کی یہ سفارش یقیناً میرٹ کے مطابق ہوگی ورنہ وہ ہرگز نہ کرتے۔ اور یہی ان کی وہ خوبی تھی کہ جس نے مجھ پر خوشگوار اثرات مرتب کئے۔ ان کی یہ سفارش میری زندگی کا ناقابل فراموش باب ہے۔ ان کی وفات کی خبر جہاں عدالتی اور دیگر قومی حلقوں میں رنج کا باعث بنی وہیں میری ذاتی زندگی میں بھی کبھی نہ بھولنے والا لمحہ ثابت ہوئی ہے خدا مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ (آمین)

(مدیر اعلیٰ)

حلالہ مروجہ اور قرآنی حلالہ کے درمیان فرق

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوج

شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ کراچی

عارضی نکاح کو حلالہ کہتے ہیں بشرطیکہ طلاق کو نکاح کی شرط نہ بنایا جائے، تاہم بوقت نکاح طلاق کا قصد و ارادہ ہو تو کوئی حرج نہیں سمجھا جاتا، اس نکاح میں اول الذکر شکل کو ناجائز اور گناہ جب کہ موخر الذکر صورت کو جائز و روا قرار دیا جاتا ہے، شرط و قصد کی تفصیل فقہی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے، مسئلہ زیر بحث یہ ہے کہ قرآن مجید نے فلا تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ (البقرہ) کے الفاظ میں جس نکاح کی بات کی ہے، وہ کون سا نکاح ہے مروجہ حلالہ یا تحلیل شرعی۔

ہم سمجھتے ہیں کہ فقہی حلالہ قرآنی حلالہ سے بالکل الگ اور مختلف چیز ہے مگر افسوس کہ ہمارے غیر تحقیقی رویے اور قرآن سے ہمارے عدم تعلق اور عدم غور و فکر کے باعث قرآنی حلالہ، فقہی حلالہ میں گم ہو چکا ہے، زیر نظر مضمون میں اسی متاع گم شدہ کی تلاش جستجو ہمارا مقصد ہے، اس سلسلے میں ہمیں چند باتوں پر غور کرنا ہوگا:

۱۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن مجید کی رو سے نکاح کبھی عارضی نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ دائمی ہوتا ہے، اسی لئے تو "طلاق" کا قانون بنایا گیا ہے کہ اگر میاں بیوی کے درمیان کوئی ناقابل اصلاح نقص پیدا ہوگیا ہو تو اسے طلاق کے ذریعے ختم کیا جاسکے لیکن اگر شرط طلاق یا پھر قصد طلاق کے ساتھ نکاح منعقد ہو تا بتایا جائے کہ اپنے انجام کے اعتبار سے دونوں میں کیا جوہری فرق رہ جاتا ہے؟ مگر حیرت ہے کہ ہمارے فقہانے قصد طلاق کے ساتھ ایسے نکاح کو نہ صرف جائز قرار دیا ہے بلکہ اسے باعث اجر و ثواب بھی گردانا ہے۔(۱)

لیکن ہمارے نزدیک کسی نکاح میں اگر احصان کا معنی نہ پایا جائے تو اسے از روئے قرآن نکاح کہنا محل نظر ہوگا، احصان، حصن سے بنا ہے اور حصن قلعہ کو کہتے ہیں، یعنی ایسی جگہ جو لوگوں کے لئے حفاظت کا کام انجام دے، شادی شدہ مرد کو محصن اور شادی شدہ عورت کو محصنہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ نکاح کے ذریعے وہ ایک دوسرے کو حفاظت نفس فراہم کرتے ہیں، گویا دونوں ایک قلعہ میں محفوظ ہو جاتے ہیں،